قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

(متفرقات)

صغیرہ گناہ

کی

حقیقت

فرقان الدین احمد

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقّاً وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہ

صغیرہ گناہ کی حقیقت

(۳)

"گناہوں کی حقیقت"[1] نامی مضمون اجمالی طور پر کبائر اور صغائر دونوں پر محیط تھا؛ گو اس میں صغائر کا ایک مختصر ساجد اگانہ تعارف بھی موجود تھا؛ مگر دو خصوصی باتیں اس مضمون کو قلم بند کرنے کی وجہ بنیں؛

اول؛ صغیرہ گناہ کی مندرجہ ذیل تعریف سے جزوی اختلاف جو عمومی طور پر دینی کتب میں راجح ہے اور "گناہوں کی حقیقت" میں بھی قلم بند ہے۔ (اس تعریف سے جزوی اختلاف آگے خود ہی واضح ہو جائے گا)

> "صغائر، یعنی صغیرہ گناہ وہ ہیں جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع تو فرمایا ہے، لیکن ان کوئی سزا بیان نہیں فرمائی یا ان کے بارے میں سخت الفاظ استعمال نہیں فرمائے یا اظہار ناراضگی نہیں فرمایا۔"

دوم؛ عوام تو عوام خواص کا بھی صغائر کے معاملے میں انتہائی بے اعتنائی کا رویہ؛ جبکہ

- ✓ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا "تو ان گناہوں سے بچی رہ **جن کو لوگ حقیر جانتے ہیں** اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کا بھی مواخذہ کرے گا"۔ **[سنن ابن ماجہ۔ جلد سوم۔ زہد کا بیان۔ حدیث ۱۱۲۳]**
- ✓ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا چھوٹے گناہوں سے بھی اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ بعض اوقات بہت سے **چھوٹے گناہ بھی اکٹھے ہو** کر انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں" اور نبی ﷺ نے اس کی مثال اس قوم سے دی؛ جنہوں نے کسی جنگل میں پڑاؤ ڈالا، کھانے کا وقت آیا تو ایک آدمی جا کر ایک لکڑی لے آیا، دوسرا جا کر دوسری لکڑی لے آیا یہاں تک کہ بہت سی لکڑیاں جمع ہو گئیں اور انہوں نے آگ جلا کر جو اس میں ڈالا تھا وہ پکا لیا۔ **[مسند احمد۔ جلد دوم۔ حدیث ۱۸۸۷]**

---

[1] ملاحظہ فرمائیں "قوا انفسکم و اھلیکم (ڈیجٹل ایڈیشن چہارم)" میں مضمون "گناہوں کی حقیقت"

اور شاید اس کی وجہ یہی ہے کہ کبائر کے برعکس صغائر کے ساتھ؛ قرآن و حدیث میں موجود؛ خود کار معافی کے نظام کی بشارتوں کے باعث؛ عوام و خواص ان کی طرف سے عمومی طور پر بے خطر ہیں؛

- ✓ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا [سورة النساء ؛ ۳۱] اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے اجتناب رکھو گے تو ہم **تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کردیں گے** اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کریں گے۔
- ✓ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۔۔۔۔۔[سورة النجم ؛ ۳۲] جو **صغیرہ گناہوں کے سوا** بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ بے شک تمہارا پروردگار بڑی بخشش والا ہے۔۔۔۔۔۔
- ✓ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک اپنے درمیان سرزد ہونے والے **گناہوں کے لئے کفارہ** بن جاتے ہیں جب تک کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے۔ [صحیح مسلم۔ جلد اول۔ وضو کا بیان۔ حدیث ۵۵۲]
- ✓ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ "جو مسلمان فرض نماز کا وقت پائے اور اچھی طرح وضو کرے اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرے تو وہ نماز اس کے **تمام پچھلے گناہوں کے لئے کفارہ** ہو جائے گی بشرطیکہ اس سے کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ ہوا ہو اور یہ سلسلہ ہمیشہ قائم رہے گا"۔ [صحیح مسلم۔ جلد اول۔ وضو کا بیان۔ حدیث ۵۴۳]
- ✓ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی (اجنبی) عورت کا بوسہ لے لیا اس کے بعد وہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے بیان کیا؛ تو اللہ بزرگ و برتر نے نازل فرمایا کہ "نماز کو دن کے دونوں سروں میں اور کچھ رات گئے قائم کرو، بے شک **نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں**"؛ وہ شخص بولا کہ "یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ میرے لئے ہی ہے؟"؛ آپ ﷺ نے فرمایا "میری تمام امت کے لئے ہے"۔ [صحیح بخاری۔ جلد اول۔ نماز کے اوقات کا بیان۔ حدیث ۵۰۶]

مندرجہ بالا تمام بشارتوں میں مشترک امر **کبائر سے اجتناب** یا کسی **نیک عمل کا ارتکاب** ہے؛ مگر توجہ طلب بات یہ ہے کہ اگر کوئی صغیرہ گناہ ہی ہماری باطنی نیت (یعنی گناہ ہی نہ سمجھنا) یا ظاہری اصرار (یعنی گناہ کو چھوٹا سمجھتے ہوئے اس گناہ کا عادت بن جانا) کے باعث کبیرہ گناہ کی شکل اختیار کر گیا اور ہماری جہالت کے باعث؛ مرنے سے

پہلے ہمیں اس گناہ سے "توبۃ النصوحہ" کی توفیق بھی نہ مل سکی ; تو ان بشارتوں کا اخروی اثر معدوم ہونے کا خطرہ انتہائی حقیقی ہے ; یہی وہ حقیقت ہے جس کا ذکر اوپر ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی احادیث میں مذکور ہے۔

اہم ترین سوال درحقیقت گناہ کی حقیقی تعریف ہے کیونکہ صغیرہ اور کبیرہ گناہ تو محض اس کی دو اقسام ہیں ; یعنی یا تو گناہ کبیرہ ہو سکتا ہے یا صغیرہ۔ اور گناہ کی تعریف پر سلف و خلف میں کوئی اختلاف نہیں کہ ;

گناہ ; اللہ کی نافرمانی کو کہتے ہیں ; چاہے وہ **اختیاری** (ظلم کے باعث) ہو یا **غیر اختیاری** (جہالت کے باعث) ; اور چاہے وہ **باطنی** (دل کے اعمال کے باعث) ہو یا **ظاہری** (اعضا کے اعمال کے باعث)۔

أ. اب جب گناہ مطلقاً اللہ کی نافرمانی کو کہتے ہیں ; تو دین میں اللہ کی فرماں برداری سے کیا مراد ہے ؟

- ✓ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ [سورة الذاريات ؛ ٥٦] اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ **میری عبادت کریں**۔

ب. کیا دین میں اللہ کی عبادت کی حیثیت محض ایک مشورہ ہے یا حکم ; یعنی اختیاری ہے یا لازمی ؟

- ✓ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿﴾ وَأَنِ اعْبُدُونِي هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ [سورة يٰس ؛ ٦٠-٦١] اے آدم کی اولاد **ہم نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا** کہ شیطان کو نہ پوجنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ **اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا**۔ یہی سیدھا رستہ ہے۔

ت. کیا اس عبادت کے حکم کی تعمیل باطنی و ظاہری طور پر مخلوق کے لیے ممکن بھی ہے ؟ یعنی پیمانہ کے طور پر کوئی حقیقی عبد موجود بھی ہے یا ہر مسلمان اس عبادت کے تعین میں آزاد ہے۔

- ✓ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ [سورة بنی اسرائیل ؛ ۱] وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات **اپنے عبد (رسول اللہ ﷺ)** کو مسجد الحرام یعنی (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھیں ہیں لے گیا ; تاکہ ہم اسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔

ث. کیا دین میں اس حقیقی عبد (یعنی رسول اللہ ﷺ) کی پیروی کے مطالبہ کی حیثیت محض ایک مشورہ ہے یا حکم ; یعنی اختیاری ہے یا لازمی ؟

- ✓ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ [سورة آل عمران ؛ ۳۲] کہہ دو کہ **خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو** اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔
- ✓ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا [سورة الاحزاب ؛ ۳٦] اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو **حق نہیں ہے** کہ **جب خدا اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کر دیں** تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔ اور جو کوئی خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا۔

ج. **کیا دین میں اس حقیقی عبد (یعنی رسول اللہ ﷺ) کی جزوی پیروی مطلوب یا کُلی ؟**

- ✓ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا [سورة الاحزاب؛ ۲۱] البتہ تمہارے لیے **رسول اللہ ﷺ میں اچھا نمونہ ہے** جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

اوپر والے پانچ سوالوں اور ان کے قرآنی جوابوں کا منطقی نتیجہ اس بات کا متقاضی ہے کہ گناہ ہر وہ باطنی یا ظاہری نافرمانی ہے جس پر اللہ کی عبادت[2] کی اصطلاح کا اطلاق نہیں ہوتا۔ وہی عبادت؛ جو ہماری کل زندگی کے ہر شعبہ پر؛ کل وقتی طور پر محیط ہے؛ اور اس عبادت کے حدود و قعود کا تعین صرف سنت رسول ﷺ (یعنی رسول ﷺ کی اسوۂ حسنہ) سے ہی ممکن ہے؛ تو لا محالہ اجمالی طور پر **ہر وہ باطنی و ظاہری عمل جو سنت کے مخالف ہے** اس پر گناہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور چونکہ سنت رسول ﷺ (یعنی رسول ﷺ کی اسوۂ حسنہ) کا اطلاق قرآن و احادیث میں بیان کردہ دین کے تمام درجات یعنی فرض؛ مستحب؛ مباح؛ مکروہ اور حرام پر ہوتا ہے تو اس نقطہ نظر سے کبیرہ اور صغیرہ گناہ کی تعریف یوں رقم کی جاسکتی ہے کہ؛

أ. بغیر شرعی رخصت (قرآن یا احادیث میں بیان کردہ) **فرض** سے غفلت اور بدون مجبوری و اکراہ (قرآن یا احادیث میں بیان کردہ) **حرام** کا ارتکاب **گناہ کبیرہ** کے زمرہ میں آتا ہے۔

ب. اور بغیر شرعی رخصت (قرآن یا احادیث میں بیان کردہ) **مستحب** سے غفلت اور بدون مجبوری و اکراہ (قرآن یا احادیث میں بیان کردہ) **مکروہ** کا ارتکاب **گناہ صغیرہ** کے زمرہ میں آتا ہے۔

---

2 ملاحظہ فرمائیں "قوا انفسکم و اھلیکم (ڈیجٹل ایڈیشن چہارم)" میں مضمون "عبادت اور عبادات کی حقیقت"

ت. ظاہری عمل میں توحید کی باطنی شرائط[3] (یقین؛ قبول؛ صدق اور اخلاص) میں کمی (نفی نہیں) بھی **گناہ صغیرہ** کے زمرہ میں آتا ہے۔

ث. غیر اللہ کی اتباع کی باطنی نیت سے مباح ظاہری عمل بھی **گناہ صغیرہ** کے زمرہ میں آتا ہے؛ یعنی کھانے؛ پینے؛ ظاہری ہیبت یا لباس وغیرہ جیسے مباح ظاہری اعمال میں قوم یا شخصیت پرستی۔

گو پیمانہ عبودیت رسول اللہ ﷺ[4] کی ذات اقدس ہے؛ مگر جیسے خالق کی مخلوق سے کوئی مماثلت نہیں ہے [---لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَيۡءٞ ---[سورة الشورى ؛ ١١]---اس جیسی کوئی چیز نہیں---]؛ اس طرح کل مخلوق میں بلحاظ مقام عبدیت رسول اللہ ﷺ کے مثل کوئی نہیں ہے [وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٖ [سورة القلم ؛ ٤] اور اخلاق تمہارے بہت (عالی) ہیں] ؛ اس لیے صغائر سے باطنی اور ظاہری طور پر محفوظ رہنا نہ صرف ناممکنات میں سے ہے بلکہ اس بات کا متقاضی ہے کہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی "رحمت اس کے غضب پر حاوی ہو" [--- كَتَبَ عَلَىٰ نَفۡسِهِ ٱلرَّحۡمَةَ ---[سورة الانعام ؛ ١٢]---اس نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کرلیا ہے---] اور "بھول چوک اور جبریہ افعال کی اخروی جوابدہی سے امان میں ہو" [نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطاء و نسیان کو معاف کر دیا ہے اور اس گناہ سے بھی معافی عطا فرما دی ہے جس میں زبردستی مبتلا کیا گیا ہو" **سنن ابن ماجہ۔ جلد دوم۔ طلاق کا بیان۔ حدیث ٢٠٢**] اس کے بعد ہی ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق [--- قُلۡ كُلّٞ يَعۡمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِۦ ---[سورة بنى اسرائيل ؛ ٨٤]---کہہ دو کہ ہر شخص اپنے طریق کے مطابق عمل کرتا ہے---] رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا مکلف ہو [لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَا ---[سورة البقرة ؛ ٢٨٦] خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا---] اور اپنی اس استطاعت کی کمی؛ روز محشر حساب کتاب کی سختی اور صغیرہ گناہوں سے اپنی ہلاکت [---وَإِن كَانَ مِثۡقَالَ حَبَّةٖ مِّنۡ خَرۡدَلٍ أَتَيۡنَا بِهَاۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَٰسِبِينَ [سورة الانبياء ؛ ٤٧]---اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہو گا تو ہم اس کو لا حاضر کریں گے۔ اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں---] کا احساس دل میں زندہ رکھتے ہوئے؛ سنت کے مطابق فرائض کی یقینی پابندی (خصوصاً باجماعت نماز)؛ محرمات سے لازمی اور کلی اجتناب؛ اور اضافی طور پر حسنات کی صورت میں توبہ استغفار کی زیادتی؛ درود شریف کی کثرت؛ لیل ونہار کے مختلف اوقات میں قرآن حکیم کی تلاوت اور ذکر و اذکار کے معمولات کو اپنی روزمرہ زندگی میں شامل

---

[3] ملاحظہ فرمائیں "قوا انفسکم واھلیکم (ڈیجٹل ایڈیشن چہارم)" میں مضمون "عقیدہ توحید کی حقیقت"

[4] ملاحظہ فرمائیں "قوا انفسکم واھلیکم (ڈیجٹل ایڈیشن چہارم)" میں مضمون "عقیدہ رسالت کی حقیقت"

رکھتے ہوئے؛ اللہ کی رحمت کی طرف باطنی و ظاہری طور پر متوجہ رہے (یعنی خشوع و خضوع کے ساتھ)۔ مزید براں؛ لازم ہے کہ ان وجوہات سے دوری اختیار کرے جن کی وجہ سے گناہ کبیرہ؛ کفر تک اور گناہ صغیرہ؛ گناہ کبیرہ تک پہنچ جاتا ہے؛

أ. جیسے فرض کا انکار یا حرام کا حلال ٹھہرانا یا حلال ٹھہرا کر عمل کرنا گناہ کبیرہ نہیں بلکہ **کفر حقیقی** ہے[5]؛ بعینہ مستحب کا انکار یا مکروہ کو مباح ٹھہرانا یا مباح ٹھہرا کر عمل کرنا گناہ صغیرہ نہیں بلکہ **گناہ کبیرہ حقیقی** ہے۔ (بشرطیکہ اس مستحب یا مکروہ کا تعلق ضروریات دین سے نہیں ہو؛ ورنہ یہ گناہ صغیرہ بھی **کفر حقیقی** بن جائے گا)

ب. جس صغیرہ گناہ یا صغائر کے مجموعہ کا منتہا کبیرہ گناہ ہو؛ وہ تمام صغیرہ گناہ بھی انفرادی طور پر **گناہ کبیرہ حقیقی** کہ درجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ (مثلاً نا محرم کو دیکھنا؛ عورت کا لوچ دار آواز میں گفتگو کرنا؛ نا محرم کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا؛ اس کو چھونا؛ اس کا بوسہ لینا وغیرہ تمام صغائر میں شامل ہیں؛ مگر اگر ان صغائر کا نتیجہ زنا کی شکل میں انجام پذیر ہوا؛ تو یہ تمام صغائر انفرادی طور پر کبیرہ گناہ کی شکل اختیار کر لیں گے۔)

ت. اور جیسے گناہ کبیرہ کو ہلکا سمجھتے ہوئے اس پر عملی اصرار اگر کفر حقیقی نہیں تو کم از کم **کفر مجازی** ہے؛ بعینہ گناہ صغیرہ کو ہلکا سمجھتے ہوئے اس پر عملی اصرار اگر گناہ کبیرہ حقیقی نہیں تو کم از کم **گناہ کبیرہ مجازی** ہے۔ (حقیقی اور مجازی کا فرق صرف اخروی عذاب کی مدت سے ہے؛ اس کی شدت سے نہیں)

اب اس معلومات کو علم کے درجہ تک پہنچنے کے لیے لازم ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنی روزمرہ عادات کا دین کی روشنی میں بغور جائزہ لیں کہ کہیں کوئی خلاف سنت عقیدہ؛ قول یا عمل ہماری زندگیوں میں اصرار کے ساتھ عادتاً تو شامل نہیں ہے؛ خصوصاً جن کے گناہ صغیرہ ہونے کا ہمیں احساس بھی ہو (مثلاً نماز میں بے سکونی؛ ڈاڑھی منڈوانا (اہل حق کے نزدیک یہ کبیرہ گناہ ہے)؛ اونچی آواز میں ہنسنا؛ لایعنی گفتگو کرنا؛ شادی بیاہ کی رسومات؛ آخرت سے بے خوفی اختیار کرنا؛ غض بصر (یعنی آنکھ کا نیچے رکھنا)؛ مال اور طعام میں اسراف وغیرہ)۔

اس مسئلہ کی سنگینی کو ایک صغیرہ گناہ "غض بصر" کی مثال کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں؛ کیونکہ میرے نقطہ نظر میں یہ صغیرہ گناہ عصر حاضر میں اپنی قبولیت کے باعث تمام صغائر پر سبقت لے گیا اور اکثریت کے حق میں گناہ کبیرہ کی شکل اختیار کرنے کے باوجود؛ اس کے حاملین مرنے سے پہلے حقیقی اور

---

[5] ملاحظہ فرمائیں "قوا انفسکم و اھلیکم (ڈیجٹل ایڈیشن چہارم)" میں مضمون "کفر کی حقیقت"

خالص توبہ کے خیال کی توفیق سے ہی محروم ہیں۔

غض بصر کے حکم کا تعلق: قرآن کے انتہائی واضح احکامات میں سے ہے۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ ---۔ [سورۃ النور ؛ ۳۰] مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں---۔ اور وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ---۔ [سورۃ النور ؛ ۳۱] اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں---۔ اور اس کا تعلق صغائر میں سے ہے۔

اول؛ اس حکم کے مخاطب تمام بالغ مومن مرد اور عورتیں ہیں۔ اور برخلاف پردہ میں رخصت کے [سورۃ النور ؛ ۶۰]؛ اس حکم میں عمر کی نسبت سے کوئی رخصت بھی موجود نہیں ہے؛ یعنی جس طرح جوان مرد اور عورت پر غض بصر کے حکم کا اطلاق ہوتا ہے بعینہ شرعی پردہ پر کاربند خواتین سمیت بزرگ خواتین و حضرات بھی اسی کے مخاطب ہیں۔

دوم؛ جیسے نامحرم کی موجودگی میں نظر نیچے رکھنے کا حکم ہے؛ بعینہ نامحرم کی متحرک یا غیر متحرک تصاویر سے بھی اپنی آنکھ کی حفاظت اسی حکم کے تحت آتی ہے۔ مگر عصر حاضر میں بے دین، پردہ سے آزاد، مخلوط مسلمان معاشروں؛ اسمارٹ موبائل فونز کی بھرمار؛ انٹرنیٹ کا آسان استعمال؛ ٹی وی کی عمومیت اور عمومی گزرگاہوں پر تصویری اشتہار بازی کے باعث؛ سود کی طرح؛ کُل دینی اور دنیاوی طبقہ اس صغیرہ گناہ کے ارتکاب میں دانستہ یا نادانستہ ملوث ہے [الا من حفظه الله]۔

سوم؛ مسلمان معاشروں میں تو اقلیت؛ مگر کفار کے ممالک میں رہائش پذیر اکثریت؛ اس کو گناہ ہی ماننے سے منکر ہے؛ جس کے باعث یہ صغیرہ گناہ اب ان کے حق میں کبیرہ گناہ کے مترادف ہے اور مرنے سے پہلے حقیقی خالص توبہ یعنی "توبة النصوحه" کا محتاج ہے۔

چہارم؛ مسلمان معاشروں میں اکثریت اس کو صغیرہ گناہ ماننے کے باوجود انتہائی ہلکا تصور کرتے ہوئے؛ اصرار کے ساتھ؛ عادتاً اس میں مبتلا ہیں۔ حتّٰی کہ دور حاضر کے جدید آلات کے باعث شرعی پردہ پر کاربند خواتین سمیت گھروں میں مقید بزرگ خواتین و حضرات کی روزمرہ زندگیاں بھی اس صغیرہ گناہ کی لعنت سے محفوظ نہیں ہیں۔ جس کے باعث یہ صغیرہ گناہ اب ان کے حق میں بھی کبیرہ گناہ کے مترادف ہے اور مرنے سے پہلے حقیقی خالص توبہ یعنی "توبة النصوحه" کا محتاج ہے۔

امت مسلمہ کی موجودہ حالت اور فکر آخرت میں مصروف مسلمان ضرور سوچتا ہے کہ؛ آخر مسلمان معاشروں میں مستحبات اور مکروہات سے علمی اور عملی دوری؛اس کے باعث صغائر کی کثرت اور اس کے نتیجہ میں ان کی سنگینی اور ہلاکت کا احساس معدوم ہونے کی وجہ کیا ہے؟

ہر عمل (فرض؛ مستحب؛ مباح؛ مکروہ؛ حرام) کے پانچ درجات ہیں؛ رسول اللہ ﷺ کی اسوۃ حسنہ یعنی سنت کے عین مطابق (اعلیٰ ترین درجہ)؛ دین میں قابل قبول؛ بطور گناہ صغیرہ؛ بطور گناہ کبیرہ اور بطور کفر۔ اہل علم کا "وارث الانبیاء" ہونے کہ باعث لازم تھا کہ ان کے اعمال اعلیٰ ترین درجہ یعنی سنت کے عین مطابق ہوں؛(حتّٰی کہ ان کے مباح اعمال میں بھی باطنی نیت اللہ کی قربت اور ممکن حد تک ظاہری طور پر اس عمل کے ذریعے انفرادی یا اجتماعی طور پر دین کی سربلندی کا عنصر نمایاں ہو)؛ اور معاشرہ میں اس میزان کی موجودگی کے باعث ہی عوام ان سے ایک درجہ نیچے؛یعنی دین میں قابل قبول درجہ کو اپنا معیار زندگی قرار دے سکتے تھے۔ مگر گزرتے وقت کے ساتھ؛ جب معاشرہ میں اپنے علم کی موجودگی کے باوجود؛ اہل علم بلا کراہت دین میں قابل قبول درجہ کو ہی اپنا معیار زندگی قرار دے دیں؛ تو لازمی نتیجہ تھا کہ عوام ان سے ایک درجہ نیچے رہتے ہوئے بلا کراہت صغائر اور بالآخر کبائر میں مبتلا ہو جائیں۔ اس کی ایک نہایت سادہ اور روزمرہ کے مشاہدہ کی مثال اہل علم کی طرف سے با جماعت نماز کی امامت کی شکل میں دیکھی جا سکتی ہے؛ جہاں نماز کا اعلیٰ ترین درجہ یعنی سنت کے عین مطابق سے دوری کے ہر سوال کا جواب محض ان کے مروجہ عمل کا قابل قبول ہونا ہے؛ مثلاً۔۔۔۔

سوال؛ نماز میں مستحب؛ قرآن میں سے مختلف حصوں یا مکمل سورتوں کی تلاوت ہے؛ آپ ہمیشہ چند مخصوص آیات یا چند مخصوص چھوٹی چھوٹی سورتوں کی تلاوت ہی کیوں کرتے ہیں؟۔

جواب؛ یہ بھی قابل قبول ہے۔

سوال؛ فجر کی نماز میں مستحب طویل سورتیں (تقریباً ۷۰ سے ۱۰۰ آیات) کی تلاوت ہے؛ آپ چھوٹی چھوٹی سورتیں ہی کیوں ہمیشہ تلاوت کرتے ہیں؟۔

جواب؛ یہ بھی قابل قبول ہے۔

سوال؛ جمعہ کے دن کی فجر کی نماز میں مستحب "سورۃ السجدہ" اور "سورۃ الانسان" کی تلاوت ہے؛ آپ چھوٹی چھوٹی سورتیں ہی کیوں ہمیشہ تلاوت کرتے ہیں۔

جواب؛یہ بھی قابل قبول ہے۔

سوال؛جمعہ کی نماز میں مستحب "سورۃ الاعلی" اور "سورۃ الغاشیۃ" کی تلاوت ہے؛ آپ کیوں نہیں ان کی تلاوت کرتے ہیں ؟۔

جواب؛یہ بھی قابل قبول ہے۔

سوال؛رکوع وسجود میں تقریباًدس تسبیحات تک کادورانیہ مستحب ہے؛ آپ کے رکوع وسجود اتنے مختصر کیوں ہوتے ہیں ؟۔

جواب؛یہ بھی قابل قبول ہے۔

سوال؛رکوع کے بعد قیام اور سجود کے درمیان جلسہ کادورانیہ؛رکوع یاسجدہ کے دورانیہ کے برابر ہی مستحب ہے؛ آپ ان ارکان کی ادائیگی میں جلدی کیوں کرتے ہیں ؟

جواب؛یہ بھی قابل قبول ہے۔

سوال؛جہری اور سری رکعتوں میں ترتیل(حروف کی زیر زبر پیش کالحاظ رکھتے ہوئے صاف طور پر آہستہ ادائیگی؛کاعمل) کا فرق مستحب نہیں ہے؛تو آپ کی ایک ہی نماز کی جہری اور سری رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کی ترتیل میں فرق کیوں ہے ؟

جواب؛یہ بھی قابل قبول ہے۔

سوال؛ فرض اور نوافل (یعنی نماز کسوف؛ نماز خسوف؛ نماز استسقا؛ نماز تراویح) ؛ تمام باجماعت نماز کی ترتیل میں ؛ رکوع وسجود کے دورانیہ میں ؛ آخری قعدہ میں تشہد؛درود شریف اور دعا کی سکون سے ادائیگی مستحب ہے؛تو آپ کی نماز تراویح کی ترتیل؛رکوع وسجود اور آخری قعدہ میں اتنی عجلت پسندی اور بے سکونی کیوں ہے ؟

جواب؛یہ بھی قابل قبول ہے۔

مندرجہ بالاچند مثالوں کے ذریعے ہی ہمارے دین کے صرف ایک اہم ترین رکن کے متعلق ہی ہمارے اہل علم حضرات کا عمومی مؤقف واضح ہوتا ہے۔اور دین کے دیگر شعبوں وغیرہ میں موجود مصلحت پسندیوں اور رخصتوں پر مبنی اہل علم کی قابل قبول مثالوں کے لیے تو ایک ضخیم کتاب درکار ہوگی؛جن کی بدولت صغائرو

کبائر تو کُجا "نواقض اسلام "[6] کو بھی زوالِ امت کے ہر دور میں قبولیت کی سند عطا ہوتی رہی ہے اور اس دجالی دور کے عروج کے زمانہ میں تو دین کے بنیادی عقائد اور ارکان بھی اب مصلحت پسندی اور رخصت کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں؛ جس کا ایک عمومی اندازہ قارئین کو "قوا انفسکم و اھلیکم نارا (ایڈیشن چہارم)" کے مطالعہ سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

مندرجہ بالا پیش کردہ حقائق کے تناظر میں اگر صغیرہ گناہ کی حقیقت اور اہمیت کا احساس کامل طور پر انسان کے قلب میں اجاگر ہو سکے تو تب ہی وہ مندرجہ ذیل حدیث کا صحیح فہم حاصل کرنے کا اہل ہو سکتا ہے۔

- ✓ ابو الولید، مہدی، غیلان، حضرت انس ؓ سے روایت کرتے ہیں؛ انہوں ؓ نے کہا کہ "تم لوگ ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں؛ حالانکہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں لوگ انہیں موبقات میں شمار کرتے تھے"۔ ابو عبد اللہ (بخاری) نے کہا کہ **مُوبِقَاتِ** سے مراد **مُھْلِکَاتِ** (یعنی ہلاک کرنے والی ہیں)۔ **[صحیح بخاری ۔ جلد سوم ۔ دل کو نرم کرنے والی باتوں کا بیان ۔ حدیث ۱۴۳۹]**

جن مضامین کے حوالہ جات اس مضمون میں شامل ہیں ان کے مطالعہ کے لیے راقم کی کتاب "قوا انفسکم و اھلیکم نارا (ایڈیشن چہارم)" مندرجہ ذیل مقامات پر موجود ہے۔

آن لائن مطالعہ کے لیے؛

https://www.meraqissa.com/book/1998

پی ڈی ایف ڈاؤن لوڈ؛

https://ketabton.com/index.php/books/15600

https://archive.org/details/20230215_20230215_1019

لا الہ الا اللہ؛ لا الہ الا اللہ؛ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی اٰلہٖ و صحابہٖ و بارك و سلم تسلیماً کثیرا کثیرا

[6] ملاحظہ فرمائیں "قوا انفسکم و اھلیکم (ڈیجٹل ایڈیشن چہارم)" میں مضمون "نواقض اسلام کی حقیقت"